Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۲۷/۴۲ جمعرات ۸ - شعبان ۱۴۱۲ھ، ۱۳ - تبلیغ ۱۳۷۱ ہش، ۱۳ - فروری ۱۹۹۲ء نمبر ۳۶

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی صحتیابی کیلئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

جیسا کہ احباب کو علم ہے حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز بیمار ہیں۔ ماہر ڈاکٹروں کے علاج کے علاوہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بھی ہومیو پیتھی علاج کر رہے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی جلد اور کامل صحتیابی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"سعادت اسی میں ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لایا جاوے اور اس کو حاضر و ناظر یقین کیا جاوے اور اس کی عین موجودگی کا تصوّر دل میں رکھ کر ہر ایک بدی و ناراستی سے پرہیز کیا جاوے۔ یہی بڑی دانش و حکمت ہے اور یہی معرفت الٰہی کا سیراب کرنے والا شیریں سوتہ ہے۔ جس سے اور جس کے لئے اہل اللہ ایک ریگستان کے پیاسے کی طرح آگے بڑھ کر خوشی مزگی سے پیتے ہیں۔" (ملفوظات جلد سوم صـ۳۱۳)

"صاحب ایمان چونکہ خدا تعالیٰ کی معرفت کا محتاج ہے اور ہر کوئی اس کی طرف نظر اٹھائے دیکھ رہا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی یہ دروازہ پورے طور پر کھولا ہوا ہے جوں جوں انسان اس راہ میں کوشش کرے گا توں توں درِ رحمت اس پر کھلتا جاوے گا۔ دنیا میں بے اَنت ایسی چیزیں ہیں جن کی ہمیں خبر بھی نہیں پر ایسی چیزوں کی دریافت کیلئے سرگردان ہونا کون سی عقلمندی ہے؟ کون سی چیز ہے جس کی تحقیق انسان نے پورے طور سے کر لی ہے۔ جو چیز اللہ جلشانہٗ نے انسان کے لئے چنداں مفید نہیں سمجھی۔ وہ پورے طور پر انسان پر منکشف بھی نہیں ہوتی۔ پس جو ہر ایک چیز کو دریافت کرنا چاہتا ہے وہ خدا بننا چاہتا ہے۔ جس راہ پر انسان پہنچ نہیں سکتا۔ چاہیئے کہ اُسے چھوڑ دے۔ انسان کو جو کچھ کہہ دیا گیا ہے اس پر قانع رہے۔ اگر یہ توقع رکھے کہ آسمان کے درخت کا پھل آوے تو مَیں کھاؤں حالانکہ اس کا ہاتھ وہاں پہنچ بھی نہیں سکتا تو وہ مجنوں ہے ہاں جب اللہ تعالیٰ اس کی فطرت میں یہ قوٰی پیدا کر دے کہ آسمان تک پہنچ سکے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ آسمان ہی کے پھل کھاوے۔" (ملفوظات جلد سوم صـ۳۱۳-۳۱۴)

اصل چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"ظاہر ہے کہ جو بیمار ہو روزہ نہ رکھے۔ اور چوتھی بات یہ کہ جو سفر پر ہو وہ روزہ نہ رکھے۔ سفر پر ہونے کے متعلق نہ یہ بتایا ہے قرآن کریم نے کہ دس دن کے سفر پر ہو یا دس مہینے کے سفر پر ہو یا تین دن کے سفر پر ہو، نہ یہ بتایا ہے کہ دس میل کے سفر پر ہو یا پچاس میل کے سفر پر ہو یا پانچ ہزار میل کے سفر پر ہو۔ (سیّدنا حضرت اقدس ...) نے اس لئے فرمایا ہے کہ جو عرفِ عام میں سفر کہلاتا ہے وہ سفر ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم سیر کے لئے نکلتے ہیں، کئی میل سیر کے لئے چلے جاتے ہیں۔ کسی کے دماغ میں یہ بات نہیں آتی کہ ہم سفر پہ ہیں اور ہم سفر کی نیت سے نکلتے ہیں اور ابھی دو میل نہیں گئے ہوتے تو ہمارا دماغ جان رہا ہوتا ہے کہ ہم سفر پہ نکلے ہوئے ہیں۔ جو بیمار یا جو سفر پہ ہو اس کے لئے جو سہولت دی گئی یہ اختیاری نہیں۔ جس طرح یہ حکم ہے کہ جب روزہ رکھنا تم پہ واجب ہو جائے شرائط کے لحاظ سے، روزہ رکھو۔ اسی طرح یہ حکم ہے کہ جب تم بیمار ہو یا سفر پہ ہو تو روزہ نہ رکھو۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اصل چیز یہ ہے کہ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے

باقی صـ۷ پر

خصوصی درخواست دعا

محترمہ صاحبزادی امۃ العزیز بیگم صاحبہ رقم فرماتی ہیں:

مصطفےٰ احمد خان صاحب کا ۱۱۔ فروری کو آپریشن تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و رحم سے آپریشن کامیاب ہوگیا ہے۔ لیکن ابھی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ احباب دعا کریں کہ بعد میں کوئی پیچیدگی پیدا نہ ہو۔ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مصطفےٰ احمد خان کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔

ولادت

محترم سید عبد الحئی شاہ صاحب ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف و صدر الفضل بورڈ کے صاحبزادے مکرم سیّد احمد یحییٰ صاحب مقیم انگلستان کو اللہ تعالیٰ نے ۱۸۔ دسمبر ۱۹۹۱ء کو پہلی بیٹی عطاء فرمائی ہے۔ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ازراہِ شفقت بچی کا نام امۃ الشافی رکھا ہے۔ نومولودہ وقف نو میں شامل ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو قرۃ العین بنائے

○ مکرم حنیف احمد صاحب کامران۔ ربوہ کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۷۔ جنوری ۱۹۹۲ء کو بیٹا پیدا ہوا ہے۔ نومولود کا نام غلام مصطفےٰ رکھا گیا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و درازی عمر سے نوازے۔

تقریب رخصتانہ

عزیزہ امۃ الباسط صاحبہ بنت مکرم حکیم نذیر احمد صاحب ریحان مربی سلسلہ کی شادی مورخہ ۶۔ فروری ۱۹۹۲ء کو مکرم عبد الحمید طاہر صاحب مربی سلسلہ کے ہمراہ ہوئی۔ تقریب رخصتانہ میں مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے دعا کروائی۔ اگلے روز ۷۔ فروری ۱۹۹۲ء بروز جمعہ احمد آباد سانگرہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ احباب اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳؍ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش ۱۳؍ فروری ۱۹۹۲ء

قربانی کے ایک میدان میں ذی ثروت احباب کی کمی

ایک حدیث میں یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ امیر آدمی کے لئے جنّت میں داخل ہونا اتنا ہی مشکل ہے۔ جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا۔ یہ بات محاورہ کے مطابق کہی جاتی ہے لیکن اس کے کئی معانی بھی بیان ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ جب تک ایک امیر آدمی اتنی ریاضت اور محنت اور قربانی نہ کرے کہ جس سے اونٹ جیسا وجود بھی اتنا باریک رہ جائے کہ وہ سُوئی کے ناکے میں سے گذرنے کے قابل ہو جائے۔ اس وقت تک وہ جنّت میں نہ جائے گا۔

اس کی جتنی بھی وضاحتیں اور توجیہات کی جائیں یہ بات بہر حال واضح ہے کہ امیر آدمی کو قربانی کرنا بظاہر زیادہ دشوار ہوتا ہے۔ اور اسی دشواری کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ امیر آدمی کے لئے جنّت میں داخل ہونا مشکل ہے۔

جماعت احمدیہ کے امراء کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی اہم اور تاریخی قربانیاں بجا لانے کی سعادت عطا کی ہے۔ اور امراء کی قربانیاں اتنا بڑا مرتبہ رکھتی ہیں کہ ایک بار سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی قربانیوں پر رشک کا اظہار فرمایا تھا۔ کہ کاش میں بھی ایسی زبردست مالی قربانی کر سکتا۔

ان سب باتوں کے باوجود ایک میدان بہر حال ایسا ہے جس میں ہماری جماعت کے امراء کا طبقہ دوسرے میدانوں سے پیچھے ہے۔ وہ میدان ہے وقفِ زندگی کا میدان۔ خدا تعالےٰ نے جن لوگوں پر اپنا فضل و کرم اس رنگ میں فرمایا کہ وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان کی بازی لگانے کے لئے تیار ہو گئے اور اپنی تمام زندگی مولا کی رضا کے آگے ایک بے جان لاشے کی طرح ڈال دی — ان لوگوں کا طبقاتی مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی بھاری اکثریت وہ ہے جن کا طبقۂ امراء سے تعلق نہیں ہے۔ ہماری جماعت کے ذی ثروت احباب میں سے شاذ ہی کسی کا بیٹا وقف زندگی کے میدان میں قربانی پیش کرتا نظر آتا ہے۔

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اپنے خطبات میں جماعت کے ذی ثروت لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا ہے۔ آج کی نشست میں ہم بھی اپنی جماعت کے امراء کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی اولادوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔ اور قربانی کی یہ لذّت بھی اٹھائیں۔ اور ہم ایسے دوستوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ان میں سے جو بھی یہ لذّت پائے گا وہ اس سے ایسا لطف اٹھائے گا کہ پھر خاندان بھر میں واقفینِ زندگی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور اللہ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کی ایک نئی بارش شروع ہو جائے گی۔ جماعت کے امراء کو یہ میدان خالی نہیں چھوڑنا چاہیئے اور اس راہ کی مشکلات سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ مشکلات ہی تو اس راستے کی لذتیں ہیں۔ اور جس کو محبّتِ الٰہی کی یہ لذّت مل جاتی ہے پھر وہ اور کسی لذّت کے پیچھے نہیں بھاگتا۔

رات کو تاریک سے تاریک تر ہونے تو دو
روشنی کو منہ چھپا کر تم کہیں سونے تو دو
وقت سے پہلے کریں کیوں ہم کسی کا انتظار
کاٹنا ہے فصل تو لوگوں کو کچھ بونے تو دو

ابوالاقبال

ہم اُن سے کسی بات پہ نالاں نہیں ہوتے
ہوتے ہیں اگر، دست و گریباں نہیں ہوتے

مظہر ہیں نگاہیں مری کیفیّتِ دِل کی
موسم کبھی باہر سے نمایاں نہیں ہوتے

قندیل پہ قندیل کو جلتے ہوئے دیکھا
منظر یہ تری شان کے شایاں نہیں ہوتے

رونا مری افسردگیٔ دل سے ہے کمتر
داغوں کی طرح اَشک فروزاں نہیں ہوتے

دریاؤں کی لہروں پہ سکُوں ملتا ہے جن کو
ساحل کے سکوں سے کبھی شاداں نہیں ہوتے

کردار کی بُنیاد ہیں پاکیزہ خیالات
سب لوگ کبھی صاحبِ ایماں نہیں ہوتے

ہم بادیہ پیماؤں نے محسوس کیا ہے
شہروں سے بہت دُور بیاباں نہیں ہوتے

آنے دو اگر راہ میں دار و رسن آئے
کرتے ہیں محبّت تو ہراساں نہیں ہوتے

وہ کون ہیں جن کو کبھی مشکل نہیں پڑتی
میرے تو مسائل کبھی آساں نہیں ہوتے

اوقات سے اپنی نہ نسیمؔ اتنا بڑھے جا
تجھ ایسے سُخنور کبھی نازاں نہیں ہوتے

نسیمؔ سیفی

اسیرانِ راہِ مولیٰ کیلئے دُعا کی درخواست

احباب تمام اسیران راہِ مولیٰ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے آزمائش کی گھڑیاں ٹال دے انہیں صحت و سلامتی سے رکھے اور جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔

دوستوں کو علمی اور تحقیقی مضامین لکھنے کی دعوت

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے

"یہ زمانہ اپنے وقتی تقاضوں اور پیش آمدہ حالات اور مخالفوں کے رویّہ کے مطابق قلم کے جہاد کا زمانہ ہے جبکہ مخالفین کی طرف سے (دینِ حق) کے خلاف معاندانہ لٹریچر کے ذریعہ بے پناہ حملے کئے جا رہے ہیں ایسے وقت میں ضرورت ہے کہ قلم کے ذریعہ (دینِ حق) کے دشمنوں کے اعتراضوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ ان کے قلموں اور ان کی زبانوں کی گولہ باری پر موت وارد ہو جائے اور یہی رستہ حضرت بانی سلسلہ نے خدائی منشاء کے ماتحت اختیار کیا۔ چنانچہ آپ کی اس عدیم المثال خدمت کا اعتراف مخالفوں تک نے ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے کہ اس تعریف سے ملک کی مخالفانہ فضا تک گونجنے لگ گئی۔ مثال کے طور پر امرتسر کے مشہور اخبار "وکیل" کے غیر احمدی ایڈیٹر نے حضرت بانی سلسلہ کی وفات پر لکھا:

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے ... بہت خاص خدمت سرانجام دی ہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"

پھر دہلی کے غیر احمدی اخبار کرزن گزٹ نے اپنے اخبار میں لکھا کہ:

"ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرزا صاحب کے مقابلہ پر زبان کھول سکتا ..... اگرچہ ... پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔"

اس جگہ مجھے اپنی ایک رؤیا کی بناء پر جماعت کے نوجوانوں کو احمدیت کی قلمی خدمت کی طرف توجہ دلانا اصل مقصد ہے۔ چند دن ہوئے میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا جس سے میں ڈرا بھی اور خوش بھی ہوا۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھے حضرت (امام جماعت احمدیہ الاوّل) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک لمبا سا خط لا کر دیا ہے۔ یہ خط میرے نام ہے میں نے خط پڑھنے سے پہلے اس کے آخری حصہ کو اٹھا کر دیکھا تو خط کے نیچے حضرت (فضلِ عمر) کے دستخط تھے اور خط کے آخر میں اس قسم کا مضمون تھا کہ اگر آپ نے احمدی نوجوانوں کو احمدیت کی خدمت کے لئے مضامین لکھنے اور تصانیف کرنے کی ترغیب نہ دی اور اس کا طریقہ نہ سمجھایا تو اس معاملہ میں میں اور عبداللہ اور والدۂ عبداللہ آپ پر خوش نہیں ہوں گے او کما کان۔ میں اس خواب سے خوش تو اس لئے ہوا کہ تصنیف کے میدان میں میری حقیر سی خدمت عالمِ بالا میں قدر کے قابل سمجھی گئی اور ڈرا اس لئے کہ جماعت کے نوجوانوں کو فنِ تصنیف کی ترغیب دینے اور اس کا طریقہ سمجھانے کی ذمہ داری ایسی نازک اور ایسی وسیع ہے کہ میں شاید اپنی موجودہ عمر اور موجودہ صحت میں اسے کما حقہٗ ادا نہ کر سکوں .....

بہرحال اس رؤیا کی بناء پر یہ نوٹ الفضل میں بھجوا رہا ہوں تا احمدی نوجوانوں کو فنِ تحریر اور مضمون نویسی کی طرف توجہ پیدا ہو اور وہ قلم کے میدان میں سلطان القلم (بانی سلسلہ) کے انصار بن کر دین کی نمایاں خدمت انجام دے سکیں۔ بے شک زبان بھی ہدایت اور اشاعت علم کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے مگر جو مقام قلم کو حاصل ہے وہ زبان کو ہرگز حاصل نہیں۔ اسی لئے قرآن مجید نے اپنی ابتدائی وحی میں قلم کے ذریعہ اشاعت علم نمایاں طور پر ذکر فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا۔

"یعنی اے رسول لوگوں تک ہمارا نام اور ہمارا پیغام پہنچا کیونکہ تیرا رب تمام بزرگیوں کا مالک ہے ہاں وہی آسمانی آقا جس نے قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کا سامان پیدا کیا ہے"۔

پس قلم علم کی اشاعت کا سب سے بڑا اور سب سے اہم اور سب سے مؤثر ترین ذریعہ ہے اور زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عملاً دائمی ہوتا ہے زبان کی بات عام طور پر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ اسے قلم کے ذریعہ محفوظ کر لیا جائے مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور وہ دوام عطا کر دیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں۔ کیونکہ قلم کا لکھا ہوا گویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی اور قلم کو یہ مزید خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اسے اپنے منبع کی نسبت کے لحاظ سے کامل یقین کا مرتبہ میسر ہوتا ہے۔ ہمیں بعض اوقات کسی شخص کی طرف سے کوئی بات زبانی طور پر پہنچتی ہے مگر اس کے سننے والوں کی روایت میں اختلاف ہو جاتا ہے مگر جب کسی شخص کے قلم سے کوئی بات نکلے تو پھر اس بات کے منبع اور ماخذ کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا۔ بہرحال اس زمانہ میں جبکہ دینِ حق کے دشمن دینِ حق کی تعلیم اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات کے خلاف ہزاروں لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر رہے ہیں قلم سے بڑھ کر دینِ حق کی مدافعت اور دینِ حق کے پرامن مگر جارحانہ علمی اور روحانی حملوں سے زیادہ طاقتور کوئی اور ظاہری ذریعہ نہیں

پس اے عزیزو اور اے دوستو اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر دین کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں۔

چند ماہ کی بات ہے کہ مجھے کسی عزیز نے کہا اور میں شرم سے کٹ گیا کہ کچھ عرصہ سے ہماری جماعت میں اس قسم کی علمی اور تحقیقاتی تصانیف شائع نہیں ہو رہیں جو چند سال پہلے شائع ہوا کرتی تھیں۔ یہ اعتراض تو درحقیقت درست نہیں کیونکہ اس عرصہ میں حضرت فضل عمر کے ذریعہ بیش بہا علمی اور عرفانی جواہر پارے منظرِ عام پر آئے ہیں اور بعض دوسرے افراد نے بھی بعض اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں مگر اس میں شبہ نہیں کہ جس تیز رفتاری سے قلمی خدمت میں ترقی ہونی چاہیئے تھی اور جس رنگ میں بعض نئے میدانوں میں تحقیقی مضامین لکھنے کی ضرورت تھی اس میں کسی قدر کمی ہے اور یہ بھی ایک حد تک درست ہے کہ بعض نوجوانوں کا میلان تحقیقی اور علمی مضامین لکھنے کی بجائے نوک جھونک والا سطحی اور وقتی مقالوں کی طرف زیادہ ہو رہا ہے۔ یہ میلان ایک ترقی کرنے والی قوم کے لئے بہت نقصان دہ ہے اور ضرورت یہ ہے کہ بہت جلد کانٹا بدل کر جماعت کی قلموں کو صحیح راستہ پر ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ قرآن فرماتا ہے کہ "مخالفوں کے ساتھ دینی جہاد کرنے میں بہترین اور پختہ ترین اور مؤثر ترین دلائل اختیار کرو اور یونہی سطحی باتوں میں الجھ کر اپنی ہنسی نہ اڑاؤ۔"

تحقیقی مضمون لکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پہلے ایک موضوع کو جو کسی حقیقی حاضر الوقت ضرورت کے مطابق ہو چن کر اسے اپنے ذہن میں مستحضر رکھا جائے اور اس پر کچھ وقت تک غور کیا جائے پھر قرآن اور حدیث اور کتب حضرت بانی سلسلہ اور دوسرے بنیادی لٹریچر کا مطالعہ کر کے اس مضمون کے نوٹ لئے جائیں اور انہیں ترتیب وار مرتب کیا جائے پھر جو امکانی اعتراضات اس مضمون کے متعلق دوسروں کی طرف سے ہوئے ہوں یا ہو سکتے ہوں انہیں ذہن میں رکھ کر ان کا جواب سوچا جائے۔ پھر ایک عمومی خاکہ اس امر کے متعلق اپنے دماغ میں قائم کیا جائے۔ کہ اس مضمون کو کس طرح شروع کرنا ہے اور کس طرح چلانا اور کس طرح ختم کرنا ہے آغاز اس طرح ہونا چاہیئے کہ مضمون پڑھنے والا اس کی نوعیت اور اہمیت کو محسوس کر کے اس کے لئے ذہنی طور پر تیار اور چوکس ہو جائے اور اختتام اس رنگ میں سوچا جائے کہ گویا چند تیر ہیں جو آخری ضرب کے طور پر پڑھنے والے کے دل میں پیوست کرنے مقصود ہیں اس کے بعد نوٹ سامنے رکھ کر دعا کرتے ہوئے مضمون شروع کیا جائے اور ہر ضروری اقتباس کے اختتام میں بریکٹوں کے اندر معین حوالہ درج کیا جائے تا اگر مضمون پڑھنے والا اس بارے میں مزید تحقیق کرنا چاہے تو از خود تحقیق کر کے تسلی کر سکے۔ مضمون ختم کرنے کے بعد نظر ثانی بہت ضروری ہے اور نظر ثانی کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے مضمون کو علیحدگی میں اونچی آواز سے پڑھا جائے تا کہ آنکھوں کی فطری حس کے علاوہ کان بھی اپنی قدرتی موسیقی کو کام میں لا کر اصلاح میں مدد دے سکیں۔ میں نے بارہا حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کو اس رنگ میں اپنی تحریرات کو پڑھتے دیکھا اور سنا ہے اور آپ اپنے مضامین کی نظر ثانی بھی ضرور فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے مسودات کی عبارت کئی جگہ سے کٹی ہوئی اور بدلی ہوئی نظر آتی تھی۔ اور ایسا نہیں ہوتا تھا کہ بس جو لکھا گیا سو لکھا گیا بلکہ آپ اس غرض سے اور نیز صحت کی غرض سے اپنی کتب کی کاپیاں اور پروف تک بھی خود ملاحظہ فرماتے تھے۔

مضمون شروع کرنے سے قبل نیت درست کرنے اور خدمت دین کے جذبہ کو اپنے دل میں جگہ دینے اور دعا کرنے کا میں نے یہ عظیم الشان فائدہ دیکھا ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ غیر معمولی رنگ میں نصرت فرماتا ہے۔ مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ ایک دفعہ جب میں نے اپنے ایک مضمون کی پہلی سطر ہی لکھی تھی تو یکلخت مجھ پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ صفحہ کے آخری حصہ میں جو اس وقت خالی تھا ایک خاص عبارت لکھی ہوئی درج ہے اور مجھے توجہ دلائی گئی کہ اپنے

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری محمد علی

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں کرتا رہے

کالج میں تھا تو بار بار پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر کام کرنیکا ارشاد فرما کر دلداری فرماتے بے شمار حماقتیں سفر اور حضر میں سرزد ہوئیں۔ ہمیشہ عفو اور ستاری سے کام لیتے۔ پچھلے سال باسکٹ بال کے ٹورنامنٹ پر عاجز کی شکایت ہوئی تو سزا کو انعام بنا دیا۔ آدھی رات کے وقت عزیز محترم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب ارشاد لے کر آئے کل سے آپ صبح سات بجے سے لے کر شام کے سات بجے تک پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کئے جاتے ہیں۔ عاجز کی رات نہ جانے کس طرح گذری۔ صبح حاضر ہوا اور بذریعہ فون عرض کی کہ غلام حاضر ہے تو ارشاد ہوا کر جا سکتے ہیں۔ جا کر کام کریں۔

مکرم پروفیسر محبوب عالم خالد بھی حضور کے کلاس فیلو تھے۔ حضور انہیں تم کہہ کر پکارتے تو ہم لوگ رشک سے کہتے کہ کاش ہمیں بھی تم ہی کہہ کر مخاطب فرمائیں۔ ہمارے ایک رفیق کار تھے ان کے متعلق مشہور تھا کہ کسی کو دعوت پر نہیں بلاتے تھے۔ حضور ۱۹۶۷ء میں سفر یورپ پر تشریف لے گئے تو ربوہ سے کراچی بذریعہ ٹرین سفر فرمایا۔ ایک سٹیشن پر وہ دوست بھی استقبال کے لئے حاضر تھے۔ مسکرا کر فرمایا آپ آگے آجائیں۔ فکر نہ کریں میں آپ کو دعوت کی تکلیف نہیں دوں گا۔ اور وہ دوست اس اپنائیت کے اظہار پر نہال ہو گئے۔

لندن مشن ہاؤس کی بات ہے۔ سارے دن کی مصروفیت کے بعد رات کے وقت بھی دیر تک خدام کے درمیان تشریف فرما ہوتے۔ حضرت سیدہ منصورہ بیگم نے فرمایا کہ دیر ہو گئی ہے۔ عرض کریں میں نے عرض کیا کہ حضور بارہ بج چکے ہیں۔ حضور نے فرمایا آپ کے بارہ بجے ہوں گے۔ غرض کہ جہاں تشریف فرما ہوتے خوشیاں بانٹتے۔ اپنے غم اور ساری دنیا کے غم سمیٹ کر اپنے لئے جمع فرما لیتے اپنے زخم اور دکھ صرف اللہ تعالیٰ کو دکھاتے میں نے ایک مرتبہ لاہور جانے کی اجازت مانگی لیکن بیمار ہو گیا اور لاہور نہ گیا۔ عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔ او ہو۔ آج پتہ چلا کہ لاہور سے کیا مراد ہے۔ عاجز عرض کرتا ہے کہ عاجز کے پاس ایک بہت بڑا پلنگ تھا جس پر خاکسار لیٹا ہوا تھا۔ اسی کی طرف حضور نے اشارہ فرمایا تھا۔ چنانچہ اس پلنگ کا نام ہی لاہور مشہور ہو گیا۔ ایک مرتبہ گل خان ایک ڈش کے اوپر خوبصورت سرپوش رکھ کر لائے۔ زور سے عاجز کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ چوہدری صاحب! چوہدری صاحب جلدی کریں ہم نے سمجھا کہ آئس کریم ہے۔ جلدی سے سرپوش اٹھایا تو نیچے روٹی کا سوکھا ہوا ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ عین اس وقت حضور اور حضرت سیدہ منصورہ بیگم دونوں کا مقدس جوڑا حضور کی کوٹھی اور عاجز کی رہائش گاہ کی درمیانی دیوار کے عقب میں سے یہ نظارہ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی وفات کے بعد عاجز نے یہ واقعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا آپ کو وہ واقعہ یاد نہیں جب انہوں نے ایک گڑیا بطور دلہن اپنے دست مبارک سے بنا کر بھجوائی تھی اللہ یہ کیسے وجود تھے پاکیزہ، صاف شفاف، برکتیں بانٹنے والے، محسن غم خوار، غم گسار، اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر دنیا کی اصلاح اور دین کی اشاعت کا بوجھ ان پر نہ ڈالتی تو اور کس پر ڈالتی۔ کس کس نعمت اور احسان کا ذکر کروں۔ حضرت سیدہ عاجز کے لئے تو ماں سے بڑھ کر وجود تھیں۔ وفات ہوئی تو جنازے کے بعد برادرم مکرم ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد فرمانے لگے۔ چوہدری صاحب آپ کی والدہ تو آج فوت ہوئیں۔ ربوہ میں دو مواقع پر خواتین کے اجتماعات کے سامنے فرمایا کہ چوہدری صاحب میرے بیٹے ہیں۔ ایک مرتبہ افریقہ میں فرمایا (۔) کہ آج میرے چار دل بیٹے خیریت سے ہیں۔ یہ سب ذرہ نوازیاں تھیں اور ان کے احسان تھے۔ ورنہ میں آلودہ اور حقیر اس الطاف مادرانہ و پدرانہ کا کس طرح مورد ہو سکتا تھا عجیب آسمانی وجود تھے دونوں۔ عاجز یقین سے کہہ سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ان کو عظیم ترین اور ارفع ترین منصب کے لئے نہ چن لیا ہوتا۔ یہ مقدس جوڑا کسی اور زمانے میں پیدا ہوتا۔ تو لوگ ان کی باہمی محبت کی داستانیں سنایا کرتے۔ جس طرح دل کے ساتھ نبض دھڑکتی ہے۔ اسی طرح حضرت سیدہ نے حضور کے ساتھ ساری زندگی اسی طرح گذاری۔ اگر گھر کے متعلق کوئی چھوٹی سی بات بھی ہوتی تو فرماتے کہ منصورہ بیگم سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ حضرت سیدہ موصوفہ حضور کے لئے ایک کھانا ضرور اپنے دست مبارک سے تیار فرما کر پیش کرتیں۔ اگرچہ گھر میں حضرت بابا رحم دین جیسے باورچی موجود تھے جو اپنے زمانے میں سارے برصغیر میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ حضور ایک مرتبہ گرمی کی تعطیلات کے دوران بیمار ہو گئے۔ حضرت سیدہ ان دنوں ساتھ نہ تھیں۔ یہ بھی ایک طرح کا دل کا حملہ تھا صاحبزادہ میاں انس احمد صاحب نے بھاگ کر عاجز کا دروازہ کھٹکھٹایا اور بتایا کہ ابا کو دل کا حملہ ہوا ہے۔ عاجز کی والدہ محترمہ کو بہی تکلیف تھی۔ کچھ ادویہ گھر پر موجود تھیں۔ حضور کی نبض بیحد تیز تھی اور بے چینی تھی۔ عاجز نے کورامین کے قطرے دیئے۔ پائنیتی کو اونچا کیا۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی خدمت میں فون کیا۔ ڈاکٹر محمد احمد صاحب آ گئے۔ انہوں نے کورامین پھر دی۔ ان دنوں سیلاب آیا ہوا تھا اور ربوہ میں اشیائے خوردنی کی بھی قلت تھی کہ اچانک کچھ فوجی افسر غیر از جماعت سیلاب میں گذرتے ہوئے ربوہ پہنچ گئے۔ اور حضور کی کوٹھی پر سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ مہمانوں کے لئے کھانے کا بندوبست کریں۔ حضور کو یہ فکر کہ حضرت سیدہ گھر پر نہیں ہیں مہمانوں کو تکلیف نہ ہو۔ بابا جی نے صرف چنوں کی دال اور کڑھی اور آلوؤں کی مدد سے کئی کھانے تیار فرما دیئے اور اتنے لذیذ کہ مہمان تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ مہمان تسلی بخش طور پر کھانا کھا چکے تو حضور کی تسلی ہوئی۔

حضرت سیدہ بے حد صفائی پسند تھیں۔ ایک دفعہ ہماری ہائکنگ کلب آزاد کشمیر سے کاغان کے رستے ایبٹ آباد واپس پہنچی۔ اسی دن حضور اور سیدہ ایبٹ آباد پہنچے۔ ابھی سامان نہیں پہنچا تھا۔ فرمایا کہ برتن ابھی پہنچے نہیں۔ اپنے ہائکنگ کے برتنوں میں سے ایک بڑا دیگچہ ہمیں عاریتاً دیتے جائیں۔ چنانچہ ہم نے اپنی دانست میں اپنا بہترین دیگچہ خوب صاف کیا۔ اور دے کر چلے گئے۔ ہم ربوہ پہنچے تو تقریباً ہمارے معاً بعد ایک نوکر وہ دیگچہ لے کر ہمارے پاس پہنچ گیا۔ ساتھ حضرت سیدہ موصوفہ کا تحریری ارشاد تھا کہ دیگچے کا شکریہ۔ ہمارا مشورہ ہے کہ اس دیگچے کو عجائب گھر میں رکھوا دیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور کے دولت کدے پر عاجز ڈرائنگ روم کے ساتھ والے بڑے کمرے میں کواڑ کے پاس بیٹھا حضور کی صاحبزادیوں میں سے ایک کو غالباً صاحبزادی سیدہ امۃ الشکور بیگم کو پڑھا رہا تھا کواڑ کے دوسری جانب گیلری میں صاحبزادی صاحبہ موصوفہ تشریف فرما تھیں۔ عاجز ہاتھ ہلا ہلا کر لیکچر دے رہا تھا۔ اور عاجز کا ہاتھ کواڑ کے باہر سے نظر آتا تھا۔ اچانک میرا ہاتھ کسی نے پکڑ لیا۔ میری چیخ نکل گئی۔ اس پر حضور اور حضرت سیدہ منصورہ بیگم بلند آواز سے ہنس پڑے میرا ہاتھ دراصل حضور نے مذاقاً پکڑ لیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ جس طرح اس دنیا میں ان کے مبارک قدموں میں جگہ عنایت کی اس دنیا میں حشر بھی انہی کے قدموں میں ہو۔

کالج اور یونیورسٹی کے پس منظر میں حضور کی مقبولیت اور محبوبیت کا اندازہ تو ہم سب کو تھا لیکن خدام الاحمدیہ کے اجتماعات کی شوریٰ کے موقع پر اور کبھی کبھی دیگر مواقع پر یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ ایک طبقہ ایسا ہے جن کو خدا واسطے کا حضور سے بیر ہے۔ حضور کی مظلومیت کا کچھ علم خاکسار کو ہوا جب ایک نہایت غلیظ گالیوں سے بھرا ہوا خط کسی نے مجھے لکھا جسے میں برداشت نہ کر سکا۔ اور وہ خط حضور کی خدمت میں پیش کر کے اجازت چاہی کہ مجھے ہوسٹل، باسکٹ بال اور دیگر فرائض سے فارغ فرمایا جائے۔ حضور مجھے رہائشگاہ پر لے گئے۔ ڈرائنگ روم کے ساتھ والی سٹڈی میں بٹھایا۔ اندر تشریف لے گئے اور ایک بستہ لا کر میرے سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ اسے پڑھو۔ میں نے پہلا خط ہی تھوڑا سا پڑھا تھا کہ تاب نہ لا سکا۔ خدا جانتا ہے کہ میرا دماغ چکرا گیا اور سوچا کہ یہ حسین و جمیل مسکراتا ہوا شگفتہ خوشبودار پھول اندر سے کتنا مظلوم ہے۔ حضور کے وقار اور صبر کی عظمت کی ہیبت دل

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الہدیٰ کالج کی پاسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب

مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۲ء کو الہدیٰ کالج میں این سی سی کی تیسری سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ منعقد ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی محترم کرنل ریٹائرڈ ایاز محمود احمد خان صاحب ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ تھے۔ ان کا اختتامی خطاب ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ ـــــ (ادارہ) ـــــ

الہدیٰ کالج میں آکر مجھے دلی خوشی ہو رہی ہے۔ اس پُر وقار مجلس میں شرکت کی دعوت دینے پر مَیں مکرم و محترم پرنسپل صاحب اور آپ تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو وقت مَیں یہاں گزار رہا ہوں، اُمید ہے کہ یہ میری زندگی کے یادگار لمحات ہوں گے۔

ربوہ پاکستان بھر میں ایک مثالی شہر ہے تعلیم کے میدان میں اس شہر کی خدمات ہمیشہ سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔ میرے خیال میں یہ پاکستان کا واحد شہر ہے جہاں کی ننانوے فیصدی آبادی پڑھی لکھی ہے۔ اسی شہر کی مٹی سے وہ نامور سپوت اٹھے جنہوں نے اپنے علم اور تجارب سے بہتوں کو مستفید کیا۔ اسی شہر میں تعلیم الاسلام کالج نے تعلیم، علم، کھیل اور اسی طرح کے بہت سے میدانوں میں اپنی برتری ثابت کی۔ اب اسی شہر میں الہدیٰ کالج نے علم و عمل کے میدان میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ طلباء کو اُن کی نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں امداد دے کر اُن کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا مشکل کام سرانجام دینے کا عزم کیا گیا ہے تاکہ جہاں طلباء میدانِ علم میں درخشندہ ستارے بن کر اُبھریں وہاں میدان عمل میں بھی ان کی روشنی دوسروں کے لئے مینارہ کا کام دے۔ اس کالج کا عظیم الشان مقصد یہ بھی ہے کہ ہر میدان میں طلباء کو ایک مفید وجود بنا کر ملک و قوم کی خدمت میں لگا دیا جائے اور پھر ایک ایسا پیارا اور پاک معاشرہ تشکیل پا سکے جو پاکستان کے قیام کا اوّلین مقصد ہے۔

اس اہم کام کی ذمہ داری ایسے کڑے وقت میں کالج کے اساتذہ اور محترم پرنسپل صاحب نے اٹھائی ہے جب کہ نفسا نفسی کا عالم پھیل چکا ہے۔ ہر شخص صرف اپنے آپ کو ہی فائدہ پہنچانے کی سوچ رہا ہے۔ مَیں جانتا ہوں یہ نیک کام کبھی بھی قربانی اور ایثار کے جذبہ کے بغیر اپنی تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ امر قابلِ مسرت ہے کہ کالج کے پرنسپل صاحب اور اساتذہ نے اسی جذبہ کو اپنے اندر پیدا کیا ہے اور مشکل ترین ٹارگٹ کو حاصل کرنے میں اپنی پوری کوشش صرف کر رہے ہیں۔

اس کالج کے پرنسپل مکرم و محترم سیّد سلطان محمود صاحب شاہد ایک معروف اور نامور ماہر تعلیم ہیں جن کا شاگرد ہونا میرے لئے باعثِ فخر ہے۔ تعلیمی میدان میں انکی خدمات ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ ایک عرصہ تک تعلیم الاسلام کالج میں اور پھر دوسرے کالجز میں آپ نے نمایاں کام کیا ہے۔ آج آپ اپنے تجربے اور قابلیت سے اس کالج کو بہترین معیار پہ لے جانے کی سعی میں مصروف ہیں۔ یقیناً وہ اس میں کامیاب ہوں گے۔

آج کی پریڈ این سی سی کے سلسلہ میں ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ طلباء کے اندر ملک و قوم کے دفاع کی ایک ایسی آگ لگا دی جائے کہ جب کبھی بھی ضرورت ہو، وہ اپنا تن من دھن بلکہ سب کچھ قربان کر دینا اپنی خوش بختی سمجھیں۔ ملکی دفاع کی ذمہ داری بڑی ہی عظیم ذمہ

باقی ص۷ پر

بقیہ: ص۳ سے آگے

اس مضمون کو اس عبارت کے مضمون کی طرف کھینچ لا۔ چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے مضمون میں ایک نیا اور بہت دلکش رنگ پیدا ہو گیا۔ بعض اوقات ایسا ہوا کہ میں نے مضمون کا ایک ڈھانچہ سوچ کر نوٹ کیا مگر بعض حصوں میں مضمون لکھتے لکھتے میرا قلم خود بخود ایک نئے رستہ پر پڑ گیا اور بالکل نئی باتیں ذہن میں آگئیں چنانچہ جو ڈھانچہ میں شروع میں سوچا کرتا ہوں عموماً اس کا نصف یا اس سے کچھ کم حصہ مضمون لکھتے ہوئے بہتر صورت میں بدل جایا کرتا ہے۔ یہ سب دعا اور حسنِ نیت اور اللہ کے فضل کا ثمرہ ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ بایں ہمہ شروع کی تیاری بہت ضروری ہے کیونکہ یہ تیاری بھی نصرت الٰہی کی جانب ہوا کرتی ہے۔

یہ سوال کہ علمی اور تحقیقی تصانیف کے لئے کن مضمونوں کو چنا جائے ایک بہت اہم سوال ہے مگر باوجود اس کے وہ کچھ مشکل بھی نہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے آسمانی آقا کی سنت موجود ہے جس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہوتا ہے اور وقت کی حقیقی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ دراصل اگر کوئی کام وقت کی ضرورت کے مطابق نہ ہو تو وہ ایک کھوکھلے فلسفہ اور دماغی کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور خدا کی ذات اس قسم کے لایعنی فلسفہ سے بالا ہے۔ اگر خدا چاہتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء آفرینش ہی میں پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ابھی بنی نوع انسان اپنے دماغی قویٰ اور ماحول کے تمدن کے لحاظ سے کسی دائمی اور عالمگیر شریعت کے حامل بننے کے اہل نہیں تھے پس اس نے فلسفہ کو چھوڑ کر حکمت کا رستہ اختیار کیا اور یہی رستہ ہمارے لئے بھی کھلا ہے۔ پس مضمون کے انتخاب کے متعلق میرا مشورہ ہے کہ صرف ان مضمونوں کو چنا جائے جو حکیمانہ طریق پر وقت کی کسی اہم ضرورت کو پورا کرنے والے ہوں اور دنیا ان مضمونوں کے لئے پیاسی ہو اور اس تعلق میں یہ خیال روک نہیں بننا چاہیئے کہ کسی مضمون پر کچھ عرصہ پہلے لکھا جا چکا ہے کیونکہ زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور نہ صرف نئے نئے مسائل بلکہ پرانے مسائل کے نئے نئے پہلو بھی پیدا ہوتے اور سامنے آتے رہتے ہیں۔ کئی مضامین حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے زمانہ میں لکھے گئے اور نہایت تسلی بخش صورت میں لکھے گئے اور انہوں نے دنیا کی پیاس بجھائی۔ مگر آج ان مسائل کے نئے نئے پہلو پیدا ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے ان پر سوچنا اور ان کے متعلق قرآن و حدیث اور حضرت بانی سلسلہ کے لٹریچر اور دیگر بنیادی لٹریچر سے اصولی روشنی حاصل کر کے زمانہ کے نئے مسائل کو حل کرنا یا پرانے مسائل کی نئی گتھیوں کو سلجھانا جماعت کے خادم دین علماء کا کام ہے۔ اقوام عالم کی روحیں دلوں کو منور کرنے والی نئی روشنی کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ صدیوں کے تعصب کی وجہ سے وہ دین حق کے نام سے تو ابھی تک بیشتر صورت میں متنفر ہیں۔ مگر اس کی حقیقت کو اپنانے کے لئے بے چین بھی ہیں اور حضرت بانی سلسلہ کا یہ کلام جو آج سے پچپن سال پہلے کہا گیا آفتاب عالمتاب کی طرح افقِ مشرق سے بلند ہو کر مغرب کے مرغزاروں میں بزبانِ حال گونج رہا ہے کہ:۔

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

یہی حال احمدیت کا ہے کہ جماعت احمدیہ کو بُرا بھلا کہتے ہوئے بلکہ ہر قسم کے فتوے لگاتے ہوئے بھی غیر احمدی دنیا جماعت احمدیہ کے خیالات اور نظریات کو مسلسل اپناتی چلی جاتی ہے۔ یہ سب حضرت بانی سلسلہ کے قلم کا کرشمہ ہے جس کے پیچھے خدا کی عظیم الشان نصرت اور روح القدس کی زبردست تائید کام کر رہی ہے۔ پس اے عزیزو اور دوستو آگے آؤ اور اپنی قلموں کو دین کی تائید میں حرکت دو کہ اس سے بڑھ کر تمہارے لئے آج کوئی برکت نہیں۔ اس وقت بہت سے اچھوتے اور نیم اچھوتے مضمون تمہاری قلموں کی جنبش کا انتظار کر رہے ہیں اور ساغر حسن صرف ایک انگلی کے اشارے پر چھلکنے کے لئے تیار ہے۔ تمہارے لئے صرف مفت کا اجر ہے۔ حضرت بانی سلسلہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:۔

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضاءِ آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا

اس وقت جو مضمون زیادہ توجہ طلب نظر آتے ہیں وہ میرے خیال میں یہ ہیں:۔

(۱) بین الاقوامی تعلقات کے متعلق دینی تعلیم۔ (۲) بین الاقوامی مصالحت کی شرائط (۳) ملکی اور قومی معاہدات (۴) مذہبی رواداری۔ (۵) دوسری قوموں کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق دینی احکام (۶) یہ مضمون کہ دین حق کی تعلیم کے مطابق ہر قوم میں رسول آئے ہیں (۷) دین حق اور دیگر شرائع کی باہمی نسبت اور ان کا مقابلہ (۸) یہودیت اور اسرائیلیت کے متعلق پیشگوئیاں (۹) مسیح ناصری کے حقیقی اور مزعومہ معجزات (۱۰) اشتراکیت اور سرمایہ داری اور نظام اسلامی کا مقابلہ۔ (۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عدیم المثال مقام اور آپ کا افضل الرسل ہونا۔ (۱۲) آنحضرت صلعم کے معجزات (۱۳) حضرت بانی سلسلہ کے لٹریچر کی اہمیت اور یہ کہ دوسری قوموں نے اسے کس طرح غیر شعوری طور پر اپنایا ہے اور اپنا رہے ہیں (۱۴) دین حق میں روحانیت، اخلاقی تعلیم۔ (۱۵) ضبط تولید کا مسئلہ (۱۶) پردہ کی حقیقت اور یہ کہ کس طرح پردہ کے باوجود عورتیں ترقی کر سکتی اور قومی زندگی میں حصہ لے سکتی ہیں (۱۷) تعدد ازدواج اور یہ کہ یہ تعلیم خاص انفرادی اور قومی ضروریات کے لئے ہے اور اس کی خاص شرائط ہیں۔

(۱۸) امامت کی حقیقت اور اس کی ضرورت اور اہمیت (۱۹) اقتصادی نظام اور سود اور بیمہ وغیرہ کے مسائل وغیرہ وغیرہ۔

ان میں سے اکثر عنوان بظاہر سادہ نظر آتے ہیں مگر تحقیق یعنی ریسرچ کرنے والوں کے لئے ان میں ایسی طویل اور پیچدار وادیاں موجود ہیں کہ ان میں صحیح طور پر گھومنے والا دنیا کے لئے ایک بہت دلکش اور نیا عالم پیدا کر سکتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

بیا در ذیل مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیسے دیگر آدمے دیگر

پس اے احمدی نوجوانو! آؤ اور اس چمنستان کی وادیوں میں گھوم کر دنیا کو نئے علوم سے شناسا کرو۔ آؤ اور نشأۃ ثانیہ کی تعمیر میں حصہ لے کر اقوامِ عالم کو علم و عرفان کے وہ خزانے عطا کرو کہ اسلاف کی یادگاریں زندہ ہو جائیں تا دنیا تم پر فخر کرے اور آسمان تم پر رحمت کی بارشیں برسائے اور آنے والی نسلیں تمہاری یاد سے امنگ اور ولولہ حاصل کریں۔ اے کاش کہ ایسا ہی ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زراعت کالم

پانی کے ضیاع کی روک تھام

سید ظہور احمد شاہ

زراعت کے لئے سب سے اہم عنصر پانی کا ہے پاکستان میں اگرچہ بہترین قابل زراعت رقبہ کی کوئی کمی نہیں لیکن پانی کی قلت کی وجہ سے یہ تمام اراضی بے کار پڑی ہیں اور یہ باوجود اس کے کہ پاکستان میں دنیا کا بہترین آبپاشی کا نظام کام کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دریاؤں کا ایک ایسا جال عطا کیا ہے جو بہت کم ملکوں کو میسر ہوگا۔ پھر موسم گرما اور موسم سرما میں بھی بروقت بارشوں کا پانی میسر ہوتا ہے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے خاص فضل ہیں جن سے ہمیں نوازا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود زیر کاشت رقبہ کو بھی اس کی ضرورت کے مطابق پانی دستیاب نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ نیا رقبہ زیر کاشت لایا جائے۔

محکمہ اصلاح آب پاشی کے مطابق ہر سال ۹ کروڑ تیس لاکھ ایکڑ فٹ پانی نہروں اور ٹیوب ویلوں کی وساطت سے ہمارے لگ بھگ نواسی ہزار سرکاری کھالوں میں منتقل ہوتا ہے جو کہ ہمارے موجودہ قابل کاشت رقبہ کی ممکنہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کسی طور پر بھی کم نہیں۔ لیکن اس میں سے کم و بیش چار کروڑ بیس لاکھ ایکڑ فٹ پانی ہر سال ہمارے خستہ کھالوں ناہموار کھیتوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ جو کہ ایک ناقابل تلافی قومی نقصان ہے۔

آب پاشی کھالوں میں سے پانی کے ضیاع کے اہم اسباب یہ ہیں۔

۱۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کھالوں کی بناوٹ خراب ہو جانے سے پانی کے بہاؤ اور مقدار میں کمی آگئی ہے
۲۔ آب پاشی کھالوں میں غیر ضروری موڑ ہیں۔
۳۔ آب پاشی کھالوں کے کنارے کمزور پتلے اور کوتاہ ہیں۔
۴۔ آب پاشی کھالوں کی بروقت انجینئرنگ اصولوں کے مطابق صفائی نہیں کی جاتی۔
۵۔ آب پاشی کھالوں کے کچے اور نرم کناروں میں حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑے اور چوہوں کا بسیرا ہے۔
۶۔ آب پاشی کھالوں میں مویشی کھلے عام چرائے اور نہلائے جاتے ہیں۔
۷۔ کچے نکوں کا عام استعمال اور رواج ہے۔
۸۔ آب پاشی سرکاری کھالوں کے کناروں پر جڑی بوٹیوں۔ سرکنڈہ جھاڑیوں اور درختوں کی بہتات ہے۔
۹۔ کھالوں میں سے غیر ضروری کٹ اور ٹوکوں کی بدولت بھی پانی کی ایک کثیر مقدار ضائع ہو رہی ہے۔

کھیتوں میں پانی کے ضیاع کی سب سے بڑی وجہ ہمارے کھیتوں کی ناہمواری اور نامناسب سائز ہے۔ جنہیں سیراب کرتے وقت کئی ایک مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

ناہموار کھیت کے اونچے حصوں پر فصل پانی کی قلت اور نشیبی حصوں پر پانی کی فراوانی سے متاثر ہوتی ہے۔ نشیبی حصوں والی فصل پانی کی زیادتی اور ہوا کی ضروری مقدار سے محروم ہو کر مرجھانا شروع کر دیتی ہے چنانچہ کھیت کی پیداوار نہ صرف جزوقتی متاثر ہوتی ہے۔ بلکہ نشیبی حصوں میں جمع شدہ پانی کی بالائی سطح سے پودوں کے خوراکی عناصر کو اپنے ساتھ ملا کر زمین کے زیریں حصے میں دفن کرتا رہتا ہے اس طرح پودے ان عناصر سے محروم ہونا شروع ہو جاتے ہیں جو ان کی نشوونما اور بقاء کے لئے ناگزیر ہیں۔ اس طرح کھیت کی پیداوار بڑھنے کی بجائے گھٹنا شروع ہو جاتی ہے۔

حکومت نے اس ضیاع کو روکنے کے لئے اصلاح آب پاشی کا ایک پروگرام شروع کر رکھا ہے جس میں کھالوں کی اصلاح کی جاتی ہے۔ جو کہ ماہرین اصلاح آب پاشی کے تعاون سے کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام پر جو اخراجات آتے ہیں وہ چھ ششماہی اقساط میں مالیہ کے ساتھ وصول کئے جاتے ہیں۔ اور یہ رقم اصلاح کردہ کھالوں سے حاصل ہونے والے فوائد کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس طرح ناہموار کھیتوں کو ہموار بنانے کے لئے حکومت کاشتکاروں کی ہر قسم کی مدد کرتی ہے ان کی فنی رہنمائی بلا معاوضہ فراہم کی جاتی ہے اور ہمواری زمین میں استعمال ہونے والے زرعی آلات مثلاً سکریپر اور لینڈ پلینرز وغیرہ بھی آسان شرح کرایہ پر فراہم کئے جاتے ہیں۔ ہمواری زمین کے لئے لیزر ٹیکنالوجی کی سہولت بھی موجود ہے۔ خواہش مند کاشتکار احباب اس خصوصی رعایت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ٹھوکر نیاز بیگ ملتان روڈ لاہور میں اصلاح آب پاشی کا ایک تربیتی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جہاں اصلاح آب پاشی کے اپنے عملہ کو تربیت دینے کے علاوہ کاشتکاروں اور دوسرے افراد کو تربیت دینے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ فیصل آباد ڈیرہ غازی خان۔ مظفر گڑھ۔ لیہ اور ملتان میں بھی اصلاح آب پاشی تربیتی سنٹر قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں سے کاشتکار احباب فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بارانی اضلاع میں بھی اصلاح آبپاشی پروگرام کو متعارف کروانے کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور اس غرض کے لئے سال ۱۹۸۷ء سے بارانی اصلاح آب پاشی پروجیکٹ راولپنڈی میں معرض وجود میں آچکا ہے۔ جس کے دو ذیلی دفاتر سرگودہا اور خوشاب میں کام کر رہے ہیں۔ یہ پروجیکٹ ابھی آزمائشی مراحل میں ہے۔ تاہم اس کے حوصلہ افزا نتائج کی بناء پر بارانی علاقہ جات میں جدید طریقہ ہائے آب پاشی پورٹیبل رین گن، سپرنکلر، ڈرپ واٹر ٹربائن پمپ اور واٹر ریم پمپ وغیرہ کی بدولت سبز انقلاب کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے

اصلاح آب پاشی پروگرام کے تحت پختہ کئے گئے کھالوں اور ہموار کردہ کھیتوں کا ماہرین آبپاشی نے تحقیقی جائزہ بھی لیا ہے۔ جس کے مطابق۔

۱۔ ایک نہری کھال کی انجینئرنگ ڈیزائن کے مطابق پختگی اور اصلاح کرنے سے سالانہ ۴۰۴۲ ایکڑ فٹ سے زائد پانی ضائع ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔
۲۔ کھال کی اصلاح کے بعد موگہ کی استعداد کار تیس فیصد تک بڑھ جاتی ہے۔
۳۔ ایک ایکڑ کی آب پاشی میں پہلے کی نسبت چوبیس فی صد تک پانی کی بچت ہو جاتی ہے۔
۴۔ مختلف فصلوں کی کاشت اور پیداوار میں چودہ فیصد اضافہ کے علاوہ اصلاح شدہ کھال پر قابل کاشت رقبہ میں سات سے آٹھ فیصد تک اضافہ ممکن ہے۔
۵۔ CURABLE WASTE میں سترہ فیصد کمی آجاتی ہے۔
۶۔ مختلف فصلوں مثلاً گندم اور چاول پر کیمیکل فرٹیلائزر اور دیسی کھادوں کے استعمال میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
۷۔ فصلوں کی آب پاشی کے لئے مزدوروں کی طلب گھٹ جاتی ہے۔
۸۔ کاشتکاروں میں زیادہ پانی استعمال کرنے والی فصلوں مثلاً چاول اور گنا کی کاشت کا رجحان بڑھ جاتا ہے۔
۹۔ کاشتکاروں کے مابین نہری پانی کے سلسلہ میں ہونے والے جھگڑوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کھالوں میں ناجائز ٹوک لگانے کا سلسلہ رک جاتا ہے۔ کھال کے کنارے برباد ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ اور کھال میں مویشی چرانے کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

یہ تو وہ فوائد ہیں جو آپ کھالوں کی اصلاح سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اب کھیتوں کو ہموار بنا کر جو اہم فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں ان پر غور کریں۔

۱۔ ہموار کھیت کے ہر حصہ میں مساوی فصل اگتی ہے۔
۲۔ کھیتوں کی آب پاشی کے سلسلہ میں وقت اور محنت میں بالترتیب ۲۲ اور ۲۵ فیصد تک کمی آجاتی ہے۔
۳۔ فصلوں کی پیداوار میں ۲۰ سے ۳۵ فیصد تک اضافہ ہو جاتا ہے۔
۴۔ فی ایکڑ ۲۵ فیصد تک پانی کی بچت کی جاسکتی ہے۔
۵۔ کثرت کاشت میں ۳۵ سے ۴۰ فیصد تک اضافہ کیا جا سکتا ہے۔
۶۔ کچے نکہ جات کی مقدار میں ۳۵ سے ۴۸ فی صد تک واضح کمی آجاتی ہے
۷۔ غیر ضروری وٹوں کا خاتمہ ہو کر زیر کاشت رقبہ بڑھ جاتا ہے۔
۸۔ کیمیکل اور دیسی کھاد کے استعمال میں ۱۵ سے ۲۵ فیصد تک اضافہ ممکن ہے۔
۹۔ کھیت کے ہر پودے کو پانی اور کھاد کی مساوی فراہمی و تقسیم ممکن ہو جاتی ہے۔

امید ہے کاشتکار احباب کھالوں کی اصلاح اور کھیتوں کی ہمواری کی طرف خاص توجہ دیں گے جس کے نتیجہ میں بغیر کسی اضافی محنت یا خرچہ کے بہت بہتر نتائج حاصل کر سکیں گے

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں:

"تم اپنے اعمال پر غور کرو اور جس وقت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ان تعلقات میں کوئی کمی ہو گئی ہے اور تمہیں خوف و حزن میں مبتلا ہونا پڑا ہے تو فوراً اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔۔) پس اگر تم کسی خوف یا حزن میں مبتلا ہو جاؤ تو فوراً اپنی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھیل اور کھلاڑی

غلام مصطفےٰ تبسم

ورلڈ کپ میں پاکستانی ٹیم کے امکانات اور توقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے بیشتر ماہرین پاکستانی فاسٹ باؤلنگ اٹیک کو بڑا مضبوط اور کارگر قرار دیتے ہیں اور پھر کامیابی کا زیادہ تر دارومدار بیٹسمینوں کی آسٹریلوی وکٹوں پر ایڈجسٹ منٹ اور ان کی کارکردگی پر ہوگا۔ جبکہ اس سے قبل آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی وکٹوں پر پاکستانی بیٹسمینوں کی کارکردگی معیاری نہیں رہی۔ سری لنکا کے خلاف سیریز میں یہ محسوس ہوا تھا کہ رمیز اور انضمام الحق کی جوڑی پکی ہو گئی ہے لیکن یہ سلو وکٹوں اور کمزور باؤلنگ اٹیک کے باعث دکھائی دیا۔ ان کی عمدہ صلاحیتوں کے باوجود انہیں بہتر وکٹوں پر پریکٹس کے مواقع نہیں دیئے گئے۔ یہی وجہ کہ آسٹریلیا کی فاسٹ اور باؤنس والی وکٹ پر پہلے وارم اپ میچ میں دونوں اوپنر توقعات پر پورے نہیں اتر سکے اور مڈل آرڈر بیٹنگ بھی ناکام رہی تاہم عمران خان کے علاوہ شاہد سعید اور اعجاز احمد نے عمدہ بیٹنگ کے ذریعے اپنی سلیکشن کو درست ثابت کیا۔ ہم دوبارہ یہی کہیں گے کہ انضمام الحق بڑے باصلاحیت اور ہونہار بیٹسمین ہیں لیکن انہیں ضروری تجربہ حاصل کرنے سے قبل آسٹریلوی وکٹوں پر جھونک دینا درست نہیں بلکہ یہاں شعیب محمد جیسے اوپنر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو نہ صرف پہلے ۱۵۔۱۶ اوورز کھیل کر ٹیم کو اچھی بنیاد فراہم کر سکتے ہیں بلکہ ضرورت پڑنے پر ان سے باؤلنگ میں بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور سعید انور جو دائرے میں کھڑے ہوئے فیلڈرز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اونچی ہٹیں لگا کر سکور بڑھا سکتے ہیں جب کہ ایک عمدہ وکٹ کیپر کی کمی بھی محسوس ہو گی جو تیزی سے باہر نکلتی گیندوں اور وکٹوں کے پیچھے مشکل کیچز کو پکڑنے کے علاوہ کارآمد بلے بازی بھی کر سکے اور پھر ون ڈے میں دو تین اچھے آل راؤنڈرز کی ضرورت بھی ہوتی ہے تاکہ بیٹنگ لائن زیادہ لمبی ہو سکے۔

اس وقت یاد تو لیگ بریک کے جادوگر عبدالقادر کی بھی آتی ہے۔ لیکن وہ ابھی فٹ نہیں۔ یاد رہے کہ عبدالقادر گذشتہ ورلڈ کپ میں اپنے عروج پر تھے۔ خدا کرے کہ میانداد جلد فٹ ہو جائیں اور پاکستانی ٹیم کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ لیکن ایسا دکھائی دے رہا ہے کہ میانداد کے علاوہ ورلڈ کپ کے فائنل سکواڈ کے لئے دو تین کھلاڑیوں کی کمک ضرور بلوائی جائے گی۔ جیسا کہ شارجہ میں زاہد فضل سعید انور عامر سہیل کو بلوایا گیا۔

ادھر آسٹریلیا پہنچتے ہی وقار یونس کا فٹنس کے مسئلے کا شکار ہو جانا بھی پریشان کن ہے تاہم توقع ہے کہ وہ جلد فٹ ہو جائیں گے۔ ہمارے باؤلرز کو چاہیئے کہ آسٹریلوی وکٹوں اور موسم سے ہم آہنگ ہوتے ہوئے سپیڈ اور زور لگانے کی نسبت لائن اینڈ لینتھ پر زیادہ توجہ دیں دراصل ہمارے فاسٹ باؤلرز کا ونڈے کرکٹ اور حالیہ سیزن میں مناسب آرام نہ کر سکے بلکہ انہیں شارجہ کپ اور پھر ویسٹ انڈیز اور سری لنکا کے خلاف ورلڈ کپ کی "تیاری" کو غنیمت جانتے ہوئے سلو وکٹوں پر جان توڑ باؤلنگ کرنا پڑی۔ آسٹریلیا میں فیلڈنگ بڑا اہم کردار ادا کرے گی۔ اور اس شعبے میں ہماری ٹیم پہلے ہی زیادہ بہتر نہیں ہے لہٰذا اس طرف فوری توجہ دینا ہوگی تاکہ پاکستانی ٹیم اس مشکل امتحان میں توقعات پر پوری اتر سکے۔ اس میں کس حد تک کامیابی ہو سکے گی اس کا اندازہ جلد ہی ہو جائے گا۔

سابق کپتان اور معروف وکٹ کیپر بیٹسمین امتیاز احمد کا کہنا ہے کہ پاکستانی ٹیم کی باؤلنگ لائن بڑی پاورفل ہے۔ لیکن ورلڈ کپ میں پاکستان کی کارکردگی کا انحصار اس بات پر ہوگا۔ کہ ہمارے بیٹسمین آسٹریلوی وکٹوں اور ماحول میں کتنی جلدی ایڈجسٹ ہوتے ہیں اور میانداد کب فٹ ہو کر ٹیم میں شامل ہوتے ہیں۔ خدا کرے کہ میانداد جلد فٹ ہو جائیں کیونکہ وہ بڑے تجربہ کار اور بیٹنگ لائن میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امتیاز احمد نے کہا کہ سری لنکا کے خلاف سلو وکٹوں پر کھیلنے کے بعد ہمارے بیٹسمینوں خصوصاً نئے بیٹسمینوں کو آسٹریلیا میں ایڈجسٹ ہونے میں کچھ دقت پیش آئے گی لیکن انہیں جلد از جلد ایڈجسٹ ہونا چاہیئے منیجر اور کپتان کو چاہیئے کہ وہ بیٹسمینوں کو زیادہ پریکٹس کرائیں اور ان کی بہتر رہنمائی کریں۔ کیونکہ وہاں گیند پر نظر رکھ کر کھیلنے کے ساتھ ساتھ اٹھتی ہوئی گیندوں کو پل اور کٹ کرنے والے بیٹسمینوں کو زیادہ کامیابی ہوگی۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا تھا جب انہوں نے کہا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ خدا کی راہ میں تو انہوں نے بڑا ہی لطیف جواب دیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا پھر ذبح کر دو۔ انہوں نے یہ کہا (.....) جو حکم ہے اس پر عمل کرو۔ تو اصل روح یہ ہے کہ جو خدا نے کہا ہے اس کی اطاعت میں برکت اور ثواب اور خدا کی رضا کا راز ہے۔ اپنے زورِ بازو سے تم خدا تعالیٰ کے پیار کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتے۔ کوشش کرنے والے تو بعض لوگ ایسے ہیں جو غلط راہ پہ چل کے ساری عمر اس طرح ہاتھ اونچا رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے یہاں تک کہ دورانِ خون ختم ہو کے سارا بازو خشک ہو جاتا ہے۔ ناسمجھ دماغ کہے گا کہ اس نے خدا کے لئے بڑی قربانی دی لیکن جو صاحبِ فراست اور جس کو تفقہ فی الدین حاصل ہے وہ کہے گا کہ اس نے اطاعتِ باری سے گریز کیا اور خدا کو ناراض کیا تو اس نکتے کو سمجھو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جون ۱۹۸۱ء)

بقیہ: ص۴ سے آگے

پر طاری ہوئی معافی مانگی تو فرمایا کہ اپنی ڈیوٹی پر دلیری سے جمے رہنا ہی اصل بہادری ہے۔ حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ کتنا ہی کیچڑ اچھلے، اپنے فرضِ منصبی پر دلیری سے قائم رہیں۔ پھر تو یہ معمول ہو گیا کہ ڈاک کھولتے تو کوئی نہ کوئی ایسا ہی خط تھما دیتے۔ یہاں تک کہ **عاجز فریاد کر اٹھا۔**

یہ تفصیل کہاں تک بیان کروں۔ یہ سطور صرف حافظے کی مدد سے لکھی ہیں جہاں حضور کی طرف الفاظ منسوب کئے ہیں وہ بھی حافظے سے لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کا اہل بنائے اور سب فروگذاشتیں معاف فرمائے۔ اور ہم سب کو امامت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنے کی توفیق دے اور انجام بخیر فرمائے۔

(سیدنا ناصر نمبر اپریل مئی ۱۸۳ء)

بقیہ: ص۵ سے آگے

داری ہے۔ نہ صرف ملک کی جغرافیائی سرحدوں کا تحفظ کرنا ہے بلکہ اس کی نظریاتی سرحدوں کو بھی دشمنوں سے بچانا فرضِ اولین ہے۔ یاد رکھیں غیروں سے لڑنا آسان ہے، اپنے اندر کے دشمنوں سے لڑنا بیحد مشکل ہے اور اس کے لئے آپ کو عقل و دانش کے ساتھ ہر نکتہ پر غور و فکر کی عادت ڈالنی ہوگی۔ آپ کو اپنی نگاہیں تیز رکھنا ہوں گی اور امن و آشتی کے ماحول کو جگہ جگہ فروغ دینا ہوگا۔ اگر آپ نے ایسا کر لیا تو یقین رکھئے کہ آپ نے این سی سی میں داخلہ اور کورس کی تکمیل کا صحیح مقصد پا لیا۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری خواہش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرے، علم کے حسن کو نکھارنے کی آپ کو توفیق دے۔ یہ مادرِ علمی ہمیشہ آپ کو صراطِ مستقیم پر چلانے کے لئے چراغِ راہ بنی رہے۔ اور دفاعِ پاکستان میں آپ ان لوگوں کی صفِ اوّل میں شامل ہوں، جو اپنے سینے دشمنوں کے تیر لینے کے لئے آگے آگے رکھنے والے ہوں۔

خدا کرے ایسا ہی ہو۔

N.C.C کی تیسری سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ میں بیسٹ کیڈٹ کا اعزاز عامر شیراز کو اور بیسٹ فائرر کا اعزاز سعید اکمل کو حاصل ہوا۔ تقریب کے اختتام پر مدعوئین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ تقریب کے سٹیج سیکرٹری این سی سی کے انچارج مکرم مرزا امیر احمد صاحب تھے۔

جو کچھ کرنا ہے۔ ہم نے ہی کرنا ہے

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) بانی تحریک جدید نے فرمایا:

"احمدیت اگر پھیلے گی اور (دینِ حق) اگر ترقی کرے گا۔ تو انہی لوگوں کے ذریعہ جو سمجھتے ہیں کہ جو کچھ کرنا ہے ہم نے ہی کرنا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اپنے دین کی خدمت کا کام لے رہا ہے تو یہ ایک انعام ہے۔ جو ہم پر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ایسے زمانے میں ہم کو (دینِ حق) کی خدمت کے لئے چُنا............ ایسے ہی لوگ ہیں جو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھے جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کی شکر گذاری کے لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اس کوشش میں لگا رہے۔ کہ وہ وقت کے تقاضے کے مطابق مالی جہاد میں حصہ لے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ ریڈیو ٹی وی اور اخبارات نے خبر دی ہے کہ ۱۵ ہزار افراد کو آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کے درمیان واقع سرحد کو جسے کنٹرول لائن کہا جاتا ہے عبور کرنے سے روک دیا گیا۔ کنٹرول لائن کے قریب قصبہ چناری میں یہ لوگ جمع تھے۔ ان کی پولیس سے جھڑپیں بھی ہوئیں۔ کہوٹہ میں کنٹرول لائن کی طرف جانے والے قافلے پر بھی پولیس نے بے تحاشا آنسو گیس پھینکی۔ گڑھی دوپٹہ میں بھی جاں نثاروں اور پولیس میں جھڑپ ہوئی۔ کشمیریوں نے چھ مقامات پر جنگ بندی لائن توڑنے کی کوشش کی۔

○ ایک اخبار نے خبر دی ہے کہ کنٹرول لائن ٹوٹ گئی۔ فتح پور نکیال کے نوجوانوں نے جنڈ ٹوٹ سے کنٹرول لائن عبور کر کے مقبوضہ کشمیر میں سبز پرچم لہرا دیا۔ انہوں نے بیس فٹ لمبے ایک بانس پر لگا ہوا پرچم ایک بلند جگہ نصب کیا۔ ایک اور اخبار کے مطابق اس پرچم پر پیپلز پارٹی جماعت اسلامی، جے کے ایل ایف اور مسلم کانفرنس کے ناموں کے علاوہ کلمہ طیبہ بھی لکھا ہوا تھا۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے امان اللہ خان کنٹرول لائن عبور کرنے کا اعلان کر کے دنیا بھر کی توجہ مسئلہ کشمیر کی طرف مبذول کروانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ بی بی سی کا کہنا ہے کہ پاکستان کا بھی یہی مقصد تھا امان اللہ خان نے کہا کہ پاکستان نے کنٹرول لائن کی طرف جانے والی سڑکوں پر دھماکے کر کے چٹانوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

○ پیپلز پارٹی کے مسٹر یحییٰ بختیار نے کہا ہے کہ صدر ہارس ٹریڈنگ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں انہوں نے وزیر اعظم کے بھی اختیارات سنبھال رکھے ہیں۔ آئینی طور پر انہیں وزیر اعظم کے مشورے پر عمل کرنا چاہیئے۔ لیکن وہ اپنی اتھارٹی استعمال کرتے ہیں۔

○ سٹیٹ بنک آف پاکستان کے گورنر نے کہا ہے کہ بی سی سی آئی کو حبیب بنک کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر نے وفاقی وزیر شیخ رشید کو انتباہ کیا کہ وہ اخلاق سے گری ہوئی تقریر ایوان سے باہر کریں۔ وفاقی وزیر نے پی ڈی اے کے اعتزاز احسن کو 'میلا انگریز' کہا تھا۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب نے کہا ہے کہ میں آصف زرداری کی قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت چاہتا ہوں۔ لیکن بعض مجبوریاں میرے راستے میں حائل ہیں۔

○ مسلم لیگ کے سربراہ محمد خان جونیجو نے مسلم لیگ کی صدارت چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ ان کو ایک با اثر شخصیت کے حق میں دستبردار ہونے کے لئے کہا گیا تھا۔

○ بانسانوالہ بازار میں چچا بھتیجے کے قتل کے ملزموں کی گرفتاری کے بعد جب صرافوں کے نمائندہ نے ڈی آئی جی سے سوال کیا کہ اگر یہ ملزمان اصلی ہیں تو ساٹھ لاکھ روپے کی لوٹی ہوئی رقم کہاں ہے۔ اس پر ڈی آئی جی غصے میں آ گئے اور کہا کہ کیا ہم جھک مار رہے ہیں؟

○ بیگم نصرت بھٹو نے الزام لگایا ہے کہ وزیر اعظم نے کشمیر کے معاملے پر بھارت سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے دفاع کے بارے میں سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی اس میں وزیر اعظم بھی شامل تھے۔ محترمہ نے حکومت کی دفاع کی ترقی کے لئے کی جانے والی کوششوں کی تعریف کی۔

○ محترمہ بے نظیر نے کہا ہے کہ صدر سے مذاکرات کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نے مذاکرات کی پیشکش پہلے کی نہ اب کی ہے۔

○ سندھ میں ڈاکوؤں نے جام شورو ہسپتال سے ڈاکٹروں سمیت ۲۰ افراد کو اغوا کر لیا ہے۔ ڈاکوؤں نے ہسپتال میں داخل ہو کر اندھا دھند فائرنگ کر کے خوف و ہراس پھیلا دیا۔ اغوا شدگان میں سے ۱۵ کو انہوں نے بعد میں رہا کر دیا۔

○ بلوچستان اور سرحد کو ترجیحی بنیادوں پر سوئی گیس فراہم کی جائے گی۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں کرفیو کی سخت پابندیوں اور دوسرے اقدامات کے باوجود بھارتی حکومت کے خلاف سخت مظاہرے ہوئے خانیار، نواں بازار، بارہ مولا، اننت ناگ اور دوسرے علاقوں میں عوام نے کرفیو کی پابندیوں کو توڑتے ہوئے گھروں سے نکل کر بھارت کے ظالمانہ اقدامات کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ مقبوضہ کشمیر کے مستقبل کے فیصلہ کے لئے رائے شماری کرانے کے حق میں نعرے لگائے۔

○ بھارتی پنجاب میں سکھوں کو بڑے پیمانے پر گرفتار کر لیا گیا ہے اس میں سکھوں کے بڑے بڑے مذہبی لیڈر گورچرن سنگھ ٹوہرہ اور سابق وزیر اعلیٰ پرکاش سنگھ بادل اور ان کے ۱۶ ساتھی شامل ہیں ان رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد پولیس اور سکھوں کے درمیان تصادم میں ۵ افراد ہلاک ہو گئے۔ بھارتی پنجاب میں دو بار الیکشن ملتوی کئے جا چکے ہیں پچھلے سال کے دوران بھارتی پنجاب میں ۵ ہزار ۷ سو افراد ہلاک ہو گئے۔

○ ایران نے الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ کے خلاف سخت اقدامات کرنے پر الجزائر کی مذمت کی ہے۔ ایران کے صدر علی ہاشمی رفسنجانی نے کہا ہے کہ الجزائر کی حکومت بیرونی طاقتوں کی شہ پر اسلامی تحریک کو سختی سے دبا رہی ہے۔

○ ترکی کے وزیر اعظم مسٹر سلیمان ڈیمریل نے صدر بش سے ملاقات کی۔ امریکہ نے کہا کہ وہ ترکی سے اپنے تعلقات کو فروغ دینا چاہتا ہے۔

○ مغربی ملکوں کی طرف سے روس کے عوام کے لئے خوراک کی امداد کی پہلی قسط ماسکو پہنچ گئی ہے۔ یورپی برادری کے ملکوں کی طرف سے بھیجی گئی یہ خوراک عوام میں مفت تقسیم کی جائے گی۔

○ چین کے وزیر خارجہ نے کمبوڈیا کے دورے میں کہا ہے کہ کمبوڈیا میں رکاوٹوں کے باوجود امن قائم ہوگا۔

○ برطانیہ کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ شمالی آئرلینڈ میں تشدد کے واقعات کو روکنے کے لئے مزید فوج بھیجی جائے

لجنات متوجہ ہوں

دستکاری نمائش میں شریک ہونے والی لجنات اپنا حساب وصول کر لیں، نیز جنہوں نے وصول نہیں کرنا وہ بھی اطلاع کر دیں۔

(سیکرٹری نمائش لجنہ پاکستان)

ربوہ کا پوسٹ کوڈ

35460

احمدی جنتری ۱۹۹۲ء
صفحات ۶۰ قیمت ۱۰/-
معلوماتی سیریز بین
شیخ عبدالماجد۔ مکان ۴۰۱
احمد شاہ سٹریٹ۔ پنج پیر روڈ۔ نیو مزنگ۔ لاہور

کیورٹیو سسٹم
سے آپ کیا کیا فائدے حاصل کر سکتے ہیں؟ لٹریچر مفت
ایک روپے کا واپسی ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
کیورٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ پاکستان